سوال

میں ہندوستان کے جس علاقے میں رہائش پذیر ہوں وہاں کے رواج کے مطابق لڑکی کا والد لڑکی کے لیے مکان بنا کر لڑکی کے نام لگوا کر بیٹی کی شادی کرتا ہے، اور خاوند بیوی شادی کے بعد اسی مکان میں رہتے ہیں، قانون نے بھی یہ مکان لڑکی کا حق تسلیم کیا ہے، اس لیے اگر خاوند بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ اس گھر کا مطالبہ نہیں کر سکتا
عنقریب میری منگنی ہونے والی ہے، لیکن میں جس لڑکی سے منگنی کر رہا ہوں اس کے پاس گھر نہیں ہے، اس وجہ سے میرے والد صاحب اس کے متعلق سوچ و بچار کر رہے ہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق لڑکی مستقبل کوئی مامون نہیں ہوگی، اس کا تیجہ میرے خلاف نکل سکتا ہے، اسی لیے والد صاحب میرے سسر کو کہنا چاہتے ہیں کہ لڑکی کے لیے گھر تیار کروایا جائے تاکہ منگنی اور شادی کی تکمیل ہو لیکن میں نے والد صاحب سے عرض کی ہے کہ جب خاوند نے مہر ادا کرنا ہے، اور اسی کے ذمہ گھر کی تیاری اور رہائش کی ذمہ داری ہے تو پھر ہم سسرال والوں پر طاقت سے زیادہ کیوں بوجھ ڈالیں وہ اس طرح کی اشیاء تیار کریں، لیکن اگر وہ خود اپنی مرضی سے کچھ کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں اس کی دلیل اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے: اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو، اور اگر اس میں سے وہ کچھ تمہارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہو جائیں تو اسے کھا لو اس حال میں کہ مزے دار و خوشگوار ہے النساء (4). لیکن مشکل یہ درپیش ہے کہ میرے والد صاحب ہی نہیں بلکہ پورا معاشرہ ہی اسے حتمی حق تصور کرتا ہے کہ لڑکے کا والد لڑکی کے والد سے یہ ضرور مطالبہ کرے، برائے مہربانی جتنی جلدی ہوسکے اس کے متعلق شرعی حکم کی وضاحت فرمائیں؟

جواب

الحمد للہ

مہر بیوی کا اپنے خاوند کے ذمہ حق ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو، اور اگر وہ اس میں سے تمہارے لیے کچھ چھوڑنے کے لیے دل سے راضی ہو جائیں تو تم اسے کھا لو اس حال میں کہ مزے دار اور خوشگوار ہے النساء (4).

امام طبری رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"اس سے اللہ سبحانہ وتعالی یہ مراد لے رہے ہیں کہ: تم عورتوں کو ان کے مہر ادا کرو، یہ مہر واجب اور فرض کردہ عطیہ ہے جس کی ادائیگی لازم ہے"

اور ان کا کہنا ہے: قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کے متعلق کہتے ہیں:

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو.

یعنی یہ فرض ہے، اور ابن جریج کہتے ہیں:

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو. یہ مقرر کردہ فریضہ ہے

اور ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تم عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کر دو.

عرب کی کلام میں النحلۃ واجب کو کہتے ہیں" انتہی

دیکھیں: تفسیر الطبری (241/4).

اس لیے بیوی یا اس کے ولی اسے لازم کرنا جائز نہیں؛ لیکن اگر بیوی مہر لے کر کچھ خاوند کو ہبہ کر دے یا پھر بیوی اپنے مال میں کچھ خاوند کو عطیہ کر دے تو یہ جائز ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ تمہارے لیے اس میں سے کچھ چھوڑنے پر دل سے راضی ہو جائیں تو تم اسے کھا لو اس حال میں کہ وہ مزے دار و خوشگوار ہے.

رہائش بیوی کا حق ہے جو کہ خاوند کی ذمہ داری ہے، اس لیے خاوند اپنی استطاعت و قدرت کے مطابق بیوی کے لیے رہائش کا انتظام کرنا چاہیے، اور یہ واجب کردہ نفقہ میں شامل ہوتا ہے

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تم انہیں (بیویوں کو) وہاں رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی استطاعت کے مطابق الطلاق (6).

یہ تو اس عورت کا حق ہے جسے طلاق دی گئی ہے؛ لیکن جو عورت ابھی نکاح میں ہے اس کی رہائش تو بالاولی واجب ہو گی؛ اور اس لیے بھی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی پر آپس میں حسن معاشرت کا حکم دیا ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اور یہ چیز معروف ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو ایسے گھر اور رہائش میں رکھے جہاں اس کی جان و مال محفوظ ہو اسے کوئی خطرہ نہ ہو

اسی طرح لوگوں کی آنکھوں سے چھپنے اور اپنے مال کو محفوظ رکھنے کے لیے اور خاوند سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے بھی اسے رہائش اور گھر کی ضرورت اس کے بغیر نہیں رہ سکتی، اس لیے خاوند کے ذمہ رہائش واجب ہو گی

لہذا جو بات مہر کے متعلق کہی جائیگی وہی رہائش کے متعلق بھی ہے، اس لیے رہائش عورت کے ولی یا عورت کے ذمہ نہیں ڈالی جائیگی

اس لیے جب بیوی رہائش عطیہ نہیں دیتی تو رہائش مہیا کرنے کا بیوی سے مطالبہ کرنے کی وجہ نہیں ہے، اس لیے آپ کو چاہیے کہ اپنے والد کے سامنے اسے بیان کریں، اور آپ مخالف شریعت اس رواج اور عادت کو تسلیم مت کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے مرد کو عورت پر نگران بنایا ہے اور اس کے اسباب یہ ہیں کہ:

خاوند اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے، اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا النساء (34).

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (45527) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

واللہ اعلم.